إِنَّ الدِّينَ عِندَ اللّٰهِ الْإِسْلَام

الدین کا خصوصی شمارہ

بعنوان

ازواجِ مطہرات رضی اللہ عنہن

بیادگار

محسنِ قوم وملت حضرت اقدس مولانا احمد حسن بھام سملکیؒ

(بانی جامعہ اسلامیہ تعلیم الدین ڈابھیل، سملک)

زیرِ سرپرستی

حضرت اقدس مفتی احمد صاحب خانپوری دامت برکاتہم

(شیخ الحدیث جامعہ ھذا)

حسب ایماء

حضرت اقدس مولانا احمد بزرگ صاحب سملکی مدظلہ

(مہتمم جامعہ ھذا)

مجلسِ مشاورت

- حضرت مولانا احمد بزرگ سملکی (مہتمم جامعہ ھذا)
- حضرت مفتی ابوبکر صاحب پٹنی (استاذ جامعہ ھذا)
- حضرت مفتی معاذ صاحب بمبوی (استاذ جامعہ ھذا)

مجلسِ ادارت

- عبدالرحیم کشمیری
- ثناء اللہ ایم پی
- طاہر ٹنکاروی

ناشر

شعبۂ تقریر و تحریر

جامعہ اسلامیہ تعلیم الدین ڈابھیل، سملک، گجرات

اُمّ المؤمنین حضرت اُمّ حبیبہ بنتِ ابی سفیان رضی اللہ عنہا

نعمان بن یوسف احمد آبادی

نبوت کے سلسلۂ مبارکہ کا خاتمہ وتکملہ سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم پر ہوا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی جان توڑ محنت، شب وروز کے مجاہدے، دن کے اجالوں میں تبلیغی سرگرمی اور رات کی اندھیریوں میں گریہ وزاری کے ذریعے ایک ایسی جماعت تیار کی جنھوں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی حیاتِ مبارکہ کے ایک ایک قول وعمل اور معمول کو حرزِ جاں بنانے کا اس قدر اہتمام فرمایا کہ تاریخِ عالم اس کی نظیر پیش کرنے سے تہی دامن ہے، وہ جہاں جہاں سے گذرے صدیوں وہاں سے صدا آتی رہی۔

کیا لوگ تھے جو راہِ وفا سے گذر گئے
جی چاہتا ہے کہ چوم لیں ان کے نقشِ قدم

اس مقدس جماعت میں صرف مرد ہی نہیں تھے؛ بلکہ عورتیں بھی تھیں، ان عورتوں میں سے کچھ وہ پاکباز اور مقدس عورتیں بھی تھیں جنہیں ''امہات المؤمنین'' بننے کا شرف حاصل ہوا، ان ہی امت کی ماؤں میں سے وہ زوجۂ مطہرہ بھی ہیں جنہیں مسلمان ''امّ المؤمنین حضرت ام حبیبہ بنت ابوسفیان'' کے نام سے جانتے ہیں۔

زیرِ نظر مقالے میں آپؓ ہی کی حیاتِ طیبہ کی جھلکیاں ناظرین کی خدمت میں پیش ہیں بایں امید کہ میں اور آپ اسے اپنی زندگی کے لیے مشعلِ راہ کی حیثیت دیں گے۔

نام ونسب

آپؓ کا نام ''رملہ'' تھا، بعض اربابِ سیر نے ''ہند'' بھی لکھا ہے۔ آپؓ کی کنیت

"ام حبیبہ" تھی جس سے آپ مشہور ہوئیں۔ آپ کے والدِ محترم کا نام "صخر" اور کنیت "ابوسفیان" تھی اور آج تک اسی کنیت سے جانے اور پہچانے جاتے ہیں۔ والدِ گرامی کی طرف سے آپ کا سلسلۂ نسب کچھ اس طرح ہے: ام حبیبہ بنت صخر بن حرب بن امیہ بن عبد شمس بن عبد مناف بن قصی بن کلاب بن مرہ بن کعب بن لؤی۔ والدۂ محترمہ کا نام "صفیہ" تھا، ان کی طرف سے نسب یہ ہے: صفیہ بنتِ ابی العاص بن امیہ بن عبد شمس بن عبد مناف بن قصی بن کلاب بن مرہ بن کعب بن لؤی۔ یہ حضرت عثمانؓ کی حقیقی پھوپھی تھیں۔ (رسول اللہ ﷺ کی پاکباز بیویاں: ۳۱۹)

بھائیوں اور بہنوں کا ذکرِ خیر

حضرت امیر معاویہؓ جن سے سلطنتِ بنی امیہ کی بنیاد پڑی حضرت ام حبیبہ کے باپ شریک بھائی تھے۔ یزید بن ابی سفیان۔ جو یزید الخیر اور "یزید الخیر" کے نام سے مشہور تھے۔ بھی باپ شریک بھائی تھے۔ ان کے ایک اور باپ شریک بھائی عمرو تھے، یہ تینوں ہند بن عتبہ کے بطن سے تھے۔ آپ کے دو باپ شریک بھائی اور بھی تھے جو عاتکہ بنت ابی ازہیر الدوسی سے پیدا ہوئے تھے، ان میں سے ایک کا نام محمد اور دوسرے کا نام عنبسہ تھا۔ آپ کی ایک حقیقی بہن امیہ بنتِ ابی سفیان تھیں۔ ایک بہن فارعہ نامی تھیں جو ام المؤمنین حضرت زینب بنتِ جحشؓ کے بھائی حضرت ابواحمد کے نکاح میں تھیں۔ درہ نامی ایک اور بہن کا تذکرہ بھی کتابوں میں ملتا ہے۔ آپ کا ایک حقیقی بھائی تھا جس کا نام حنظلہ تھا، نیز ابوسفیان کا ایک بیٹا عتبہ بھی تھا۔ (امہات المؤمنین ۲۰۴، رسول اللہ ﷺ کی پاکباز بیویاں: ۳۱۵)

ولادت و بچپن

حضرت ام حبیبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی ولادت واقعۂ فیل کے تیئیس سال بعد اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت سے سترہ سال قبل مکہ مکرمہ میں ہوئی۔

بچپن سے لے کر نکاح تک کے حالات پردۂ خفا میں ہیں۔(ازواجِ مطہرات ۱۹۱)

نکاحِ اول

حضرت امِ حبیبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سنِ بلوغ کو پہنچی تو آپ کا نکاح عبید اللہ بن جحش سے ہوا جو خاندانِ اسد بن خزیمہ کا ایک فرد اور حرب بن امیہ کا حلیف تھا۔

شوہر عبید اللہ کے دو بھائی تھے: حضرت عبد اللہ اور حضرت ابو احمدؓ اور تین بہنیں تھیں: اُمّ المومنین حضرت زینب بنت جحشؓ، حضرت حمنہ اور حضرت امِ حبیبہؓ۔

(امہات المومنین: ۲۰۵)

قبولِ اسلام

اسلام جب فاران کی چوٹیوں سے طلوع ہوا اور رحمتِ دو عالم ﷺ لوگوں کو خفیہ طور پر خدائے وحدہٗ لاشریک لہ کی بندگی کی دعوت دینے لگے اُس وقت امِ حبیبہ معٔ اپنے شوہر کے دامنِ اسلام میں پناہ گزیں ہوئیں اور "السابقون الاولون" کا مصداق بن گئیں۔ ادھر آپ کے قبولِ اسلام کی مبارک ترین گھڑیاں ہیں اور اُدھر بعینہٖ اسی وقت میں آپ کے والد ابوسفیان چراغ اسلام کو گُل کرنے کے لیے پیش پیش نظر آتے ہیں، بیٹی کلمہ پڑھ کر اسلام کی عاشق ٹھہری اور باپ مسلمانوں کو تکلیفیں اور اذیتیں پہنچا کر کفر دشمن ثابت ہوا۔

دوسروں کو اسلام سے روکنے والا اپنے گھر میں اس نور کو کب برداشت کرسکتا تھا، چناں چہ ابوسفیان نے اپنی بیٹی اور داماد کو دینِ اسلام سے پھیر نے اور اپنے آباؤ اجداد کے دین میں واپس لانے کی انتھک کوشش کر ڈالی؛ لیکن وہ اپنے مشن میں ناکام رہا۔ کفارِ مکہ نے مسلمانوں کو تکلیف پہنچانے میں کوئی کسر باقی نہ رکھی، جتنا بس میں تھا سب کچھ کر بیٹھے؛ لیکن چوں کہ صحابہؓ کا ایمان پہاڑوں سے زیادہ مضبوط اور مستحکم تھا، اس لیے ان کے پائے ثبات میں ذرا برابر بھی لغزش نہ آسکی، بالآخر آپ ﷺ نے ستم رسیدہ

مسلمانوں کو حبشہ کی طرف ہجرت کر جانے کی اجازت مرحمت فرمائی۔ (امہات المومنین: ۲۰۵)

ہجرتِ حبشہ

جب رحمتِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم کی تعمیل کرتے ہوئے مجبور و مظلوم صحابہؓ نے بہ جانب حبشہ ہجرت کی تو اس مقدس قافلہ میں حضرت ام حبیبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا مع اپنے شوہر کے شامل تھیں۔ حبشہ پہنچنے کے بعد آپؓ نے وہاں ایک بچی کو جنم دیا جس کا نام "حبیبہ" رکھا گیا، اسی نام سے آپؓ کی کنیت "ام حبیبہ" مشہور ہوئی۔ ابن سعد کا بیان ہے کہ عبداللہ بن جعفر، عثمان بن محمد سے نقل کرتے ہیں کہ: ام حبیبہ کے یہاں حبیبہ کی ولادت حبشہ کی طرف ہجرت کرنے سے پہلے مکہ ہی میں ہوگئی تھی؛ لیکن طبقات ہی کی ایک دوسری روایت میں ہے کہ عبداللہ بن جعفر، اسماعیل بن محمد سے نقل کرتے ہیں کہ: حبیبہ کی ولادت حبشہ میں ہوئی۔ محمد بن عمر کہتے ہیں کہ: مجھے ابوبکر اسماعیل بن محمد نے اپنے والد کے حوالے سے بیان کیا کہ ام حبیبہؓ جب ہجرت کے لیے مکے سے نکلیں تو اس وقت حمل سے تھیں اور ارضِ حبشہ پہنچ کر ان کے یہاں ولادت ہوئی۔ (طبقات ابن سعد، مترجم: ۸۰/۸)

حبشہ میں ولادت والی روایت ہی کو علمانے راجح قرار دیا ہے۔

آپؓ کے شوہر کا مرتد ہو جانا

ایک رات حضرت ام حبیبہؓ نے خواب میں اپنے شوہر عبیداللہ بن جحش کو انتہائی بدصورت حالت میں دیکھا۔ اس وحشت ناک خواب کو دیکھتے ہی آنکھیں کھل گئیں اور اسی خوف و گھبراہٹ اور شش و پنج میں رات گذر گئی کہ کیا ہوگا؟ دامنِ شب چاک ہوا، صبح ہوئی، روشنی کی سیمیں چادر افق پر پھیلنے لگی کہ آپؓ کے شوہر عبیداللہ بن جحش کے منہ سے نکلا: اے رملہ! پہلے میں نصرانی تھا، پھر مسلمان ہو گیا؛ لیکن حبشہ میں آکر تمام مذاہب میں غور و فکر کیا؛ لیکن مجھے نصرانیت سے بہتر کوئی مذہب سمجھ میں نہیں آیا؛ لہٰذا میں اسلام کو

چھوڑتا ہوں، اور میں تم سے بھی کہتا ہوں کہ تم بھی نصرانیت اختیار کرلو۔ خاوند کی یہ بیہودہ باتیں سن کر آپؓ حیران وششدر رہ گئیں، آپ کا سر چکرانے لگا، کچھ سمجھ میں نہیں آ رہا تھا کہ آخر یہ کیا ہورہا ہے۔ بالآخر ہمت کر کے اسے اپنا خواب سنایا؛ تاکہ وہ اس اقدام سے باز آ جائے، اس کو سمجھانے بجھانے کی ہر ممکن کوشش کی؛ لیکن اس نے کوئی پروا نہیں کی اور خلعتِ اسلام اتار کر نصرانیت کا طوق گلے میں ڈال دیا۔

حافظ افروغ حسن صاحب نے بالکل صحیح لکھا ہے کہ: عبیداللہ کا یہ رویہ حضرت امِ حبیبہؓ کے لیے کتنا تکلیف دہ اور کتنا اذیت ناک تھا اور ان کے دل پر ہر لمحہ اور ہر آن حزن وملال کی کتنی تیز دھاردار آریاں چلتی رہی ہوں گی، اس کا اندازہ صرف وہی کرسکتا ہے جس کو اس قسم کے الم انگیز حالات سے واسطہ پڑا ہو؛ مگر سیدہ موصوفہ کو ایک طویل عرصہ اسی ہلاکت خیز حالت میں گزارنا پڑا۔

جلاوطنی میں ماں باپ اور دوسرے تمام محبت کرنے والوں سے دور ایک شریف اور باحیا خاتون کے لیے اپنے شوہر کی بے وفائی، بدمستی اور فتنہ انگیزی کسی طرح بھی قیامت کے منظر سے کم نہ تھی، اس کی شخصیت کو توڑ پھوڑ دینے اور اس کے مزاج کے اعتدال کو تباہ و برباد کر دینے کے لیے کسی اور حادثے کی ضرورت نہیں تھی؛ مگر یہ سیدہ امِ حبیبہؓ کے کردار کی عظمت کا وہ لاثانی شاہکار ہے کہ انہوں نے ان تمام جاں گسل حالات کا مقابلہ بڑے صبر وتحمل اور عزیمت واستقامت سے کیا، اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان کے نور نے جو نورانیت ان کی فطرت اور ان کی شخصیت میں پیدا کر دی تھی، اسی کے سہارے زندگانی کی تنگ اور تاریک گذرگاہوں میں بھی اپنے قدم کو جادۂ مستقیم سے ادھر ادھر نہ ہونے دیا۔

شوہر کی موت

نصرانیت اختیار کرنے کے بعد عبیداللہ کی حالت یہ ہوگئی کہ رندانہ زندگی گذارنے

لگا، ہمہ وقت میخانہ کی زینت بنا رہتا تھا، جام پر جام چڑھاتا اور ہمیشہ مدہوش و بدمست رہتا، آخر کار اس کثرتِ شراب نوشی نے ایک دن بسترِ مرگ پر لا دھکیلا، اور اسی بدنصیبی کی حالت میں دنیا سے چل بسا۔ اس حادثۂ فاجعہ نے حضرت اُمِّ حبیبہؓ کے دل و دماغ پر بہت گہرے نقوش چھوڑے، ہر وقت غم و اندوہ کی کیفیت طاری رہتی، فکر و حزن تھا کہ روز بہ روز بڑھتا جاتا، بالآخر خدا خدا کر کے آزمائش کا دور ختم ہوا اور مسرّتوں کا موسمِ بہار شروع ہوا۔ (ازواجِ مطہرات ۲/۱۲۹-۱۳۰، سیرتِ مصطفیٰ ۳/۳۳۶)

خواب میں بشارت

حضرت اُمِّ حبیبہؓ ایک رات محوِ استراحت تھیں، خواب دیکھا کہ کوئی شخص آپ کو ''یا اُمّ المؤمنین'' کہہ کر پکار رہا ہے۔ یہ خواب دیکھ کر آپؓ چونک اٹھیں، ایک بار پھر آنکھیں کھل گئیں، دل دھڑ کنے لگا، طبیعت بے قرار ہوگئی، مگر اب کے یہ دھڑکن، یہ بے قراری مسرّت کی پیغامبر تھی، آپ کی رگ رگ میں خوشی کی لہر دوڑ گئی، رواں رواں جذباتِ تشکّر سے سرشار تھا۔

اُن دنوں رسول اللہ ﷺ مکّہ سے ہجرت کر کے مدینہ منورہ جا چکے تھے، اسلامی سلطنت کی بنیاد رکھی جا چکی تھی، کسی نے رسولِ اقدس ﷺ کو حبشہ میں آباد مہاجرین کے حالات سے آگاہ کرتے ہوئے کہا: یا رسول اللہ! اُمِّ حبیبہؓ مشکل ترین حالات سے دو چار ہیں، رئیس خاندان کی بیٹی بڑی تنگی کے دن گزار رہی ہیں، خاوند مرتد ہو چکا ہے، گود میں چھوٹی سی معصوم بچی ہے۔ سرورِ کائنات ﷺ کو جب اس صورتِ حال کا علم ہوا تو آپ ﷺ نے اُمِّ حبیبہؓ کی عدت کے پورا ہوتے ہی ایک صحابی حضرت عمرو بن امیہ الضمریؓ کو نجاشی شاہِ حبشہ کے پاس یہ پیغام دے کر بھیجا کہ اُمِّ حبیبہؓ اگر پسند کر لے تو اس کا نکاح میرے ساتھ کر دیا جائے۔ (صحابیاتِ مبشرات ۱۰۲)

نجاشی کا آپ ﷺ کو نکاح کا پیغام دینا

یہ حکم ملتے ہی نجاشی نے اپنی مخصوص باندی ''ابرہ'' کے ذریعہ حضرت ام حبیبہؓ کے پاس یہ پیغام بھیجا کہ شہنشاہِ بطحیٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے یہ حکم بھیجا ہے کہ ان کے ساتھ تمہارا نکاح کردوں، اگر تمہیں یہ منظور ہو تو اپنی طرف سے کوئی وکیل مقرر کرلو۔ جب یہ الفاظ سیدہ ام حبیبہؓ کے پردۂ ساعت سے ٹکرائے، تو آپ خوشی سے پھولے نہ سمائیں، اور بے ساختہ بول پڑیں، "بشرك الله بالخير بشرك الله بالخير" اللہ تم کو خوش خبری سنائے، اللہ تم کو خوش خبری سنائے۔ اور بطور انعام ابرہ کو اپنے دونوں ہاتھ کے کنگن، انگوٹھیاں اور پیروں کے پازیب اتار کردے دیے۔ (طبقات ابن سعد، مترجم: ۸۱/۸)

حضرت خالد بن سعید بن عاصؓ کو وکیل بنانا

ابرہ کے جانے کے بعد آپؓ نے حضرت خالد بن سعید بن عاص۔ جو آپ کے قریبی رشتہ دار تھے۔ کی طرف پیغام بھیجا کہ وہ آپؓ کی طرف سے نکاح کے وکیل بنے، حضرت خالد بن سعید بن عاصؓ نے وکالت قبول فرمائی۔ (زندگیاں صحابیؓ: ۶۱۰)

شاہِ نجاشی کے دربار میں تقریبِ نکاح

جس دن صبح حضرت ام حبیبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو خوشخبری ملی اسی دن شام کو نجاشی نے حضرت جعفرؓ اور حبشہ میں مقیم تمام مسلمانوں کو بلایا، جب تمام لوگ حاضر ہوگئے تو نجاشی نے نکاح کی تقریب شروع کرتے ہوئے خطبہ پڑھا:

"الحمد لله الملك القدوس السلام المؤمن المهيمن العزيز الجبار، أشهد أن لا إله إلا الله وأن محمدا عبده ورسوله، وأنه الذي بشر به عيسى بن مريم، أما بعد: فإن رسول الله صلى الله عليه وسلم كتب إلي أن أزوجه أم حبيبة بنت أبي سفيان، فأجبت إلى ما دعا إليه رسول الله ﷺ

وقد أصدقتها أربع مائة دينار".

میں شکر ادا کرتا ہوں اس خدائے بزرگ و برتر کا جو ہر قسم کے عیوب سے پاک، اپنے بندوں کو امن واطمینان بخشنے والا اور لامحدود طاقت وقوت کا سرچشمہ ہے، اور میں اس بات کی شہادت دیتا ہوں کہ خدائے وحدہٗ لاشریک کے سوا کوئی دوسرا بندگی اور عبادت کا حقدار نہیں ہے اور اس بات کی کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم اس کے بندے اور رسول ہیں اور اس بات کی کہ وہ ان ہی کی ذاتِ پاک ہے جس کی بشارت عیسیٰ بن مریم نے دی تھی۔ امابعد! رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے حکم دیا ہے کہ ام حبیبہ بنت ابی سفیان رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو ان کے عقد میں دے دوں، سو میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم کی تعمیل کرتا ہوں اور ان کی طرف سے ام حبیبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو چار سو دینار بطور مہر ادا کرتا ہوں۔

خطبے سے فارغ ہونے کے بعد نجاشی نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے مہر کی رقم حضرت خالد بن سعیدؓ کے حوالے کی۔ اس کے بعد خالد بن سعیدؓ نے یہ تقریر کی:

"الحمد لله أحمده وأستعينه وأستغفره وأشهد أن لا إله إلا الله وحده لاشريك له، وأشهد أن محمداً عبده ورسوله،، أرسله بالهدى ودين الحق ليظهره على الدين كله ولو كره المشركون.

أما بعد! فقد أجبت إلى ما دعا إليه رسول الله صلى الله عليه وسلم وزوجته أم حبيبة بنت أبي سفيان فبارك الله لرسوله ﷺ".

ساری تعریفیں اللہ کے لیے ہیں، میں اس کا شکر ادا کرتا ہوں، اسی سے اعانت طلب کرتا ہوں، اسی سے استغفار کرتا ہوں، اور اس کی طرف متوجہ ہوتا ہوں اور گواہی دیتا ہوں کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم اس کے بندے اور رسول ہیں، اللہ تعالیٰ نے ان کو ہدایت اور حق دے کر اس لیے بھیجا ہے کہ اس کو پوری جنس دین پر غالب کر دیں، خواہ یہ بات کفار کو کتنی ہی ناگوار کیوں نہ گذرے۔ امابعد! میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا حکم بجا

لاتا ہوں اور اپنی مؤکلہ ام حبیبہ بنتِ ابی سفیان کو ان کے نکاح میں دیتا ہوں، خداوندِ قدوس اسے رسول اللہ ﷺ کے بابرکت بنائے۔

دعوتِ ولیمہ

تقریبِ نکاح سے فارغ ہونے کے بعد لوگوں نے اٹھ کر جانا چاہا تو نجاشی نے انہیں بٹھایا اور کہا: انبیائے کرام علیہم السلام کی سنت نکاح کے بعد دعوتِ ولیمہ کی ہے، چناں چہ دسترخوان لگا اور تمام حاضرین خوشگوار ماحول میں اس تقریب سے لطف اندوز ہوئے۔ (امہات المؤمنین: ۲۰۷-۲۰۹)

بعض سیر کی کتابوں میں یہ مذکور ہے کہ نجاشی نے نہیں: بلکہ حضرت خالد بن سعید بن عاص نے دعوتِ ولیمہ کی تھی، جونسی بھی روایت صحیح ہو؛ مگر اس میں کیا شک ہے کہ اپنوں سے دور، وطن سے بچھڑے ہوئے لوگوں کے لیے خوشی کی دو چار گھڑیاں بھی سیروں خون بڑھا دیتی ہیں۔ (ازواجِ مطہرات، حیات وخدمات: ۱۷۷)

حضرت ام حبیبہؓ کے نکاح کی ایک اور روایت

تمام اصحابِ تاریخ وسیر اس بات پر متفق ہیں کہ حضور انور ﷺ کا حضرت ام حبیبہؓ سے نکاح حبشہ ہی میں ہوا، آپ ﷺ کی طرف سے وکیل نکاح شاہِ حبشہ نجاشی اور اُمّ المؤمنین کی طرف سے ان کے چچازاد بھائی حضرت خالد بن سعید بن عاصؓ تھے۔ لیکن حضرت قتادہؒ اور امام زہریؒ کی ایک روایت سے پتہ چلتا ہے کہ مذکورہ عقد مدینۂ منورہ میں ہوا، اور حضرت ام حبیبہؓ کے وکیل نکاح حضرت عثمان بن عفانؓ تھے، ولیمہ کا انتظام بھی انہوں نے کیا تھا جس میں گوشت اور روٹی تھی۔

اس روایت کی یہ تاویل کی جاسکتی ہے کہ ممکن ہے کہ حضرت ام حبیبہؓ جب مدینۂ منورہ پہنچی ہوں تو پہلے حضرت عثمانؓ کے یہاں اتری ہوں اور پھر وہیں حضور انور ﷺ

نے ان سے ملاقات کی ہو، اور ملاقات کے بعد حضرت عثمانؓ نے دعوتِ ولیمہ کا انتظام کیا ہو۔ (امہات المؤمنین:۶۱۱)

حضرت اُم حبیبہؓ کا ابرہ کو مزید انعام دینا

مہر کی رقم جب اُمّ المؤمنین حضرت اُم حبیبہؓ کے پاس پہنچی تو ابرہ کو بطورِ انعام پچاس دینار اور دینا چاہے؛ لیکن اس نے انہیں لینے سے منع کر دیا اور وہ تمام زیورات جو نکاح کا پیغام سناتے وقت دیے تھے وہ بھی لوٹا دیے اور کہا کہ: مجھے بادشاہ نے بہت تاکید کے ساتھ یہ حکم دیا ہے کہ آپ سے کچھ نہ لوں اور انہوں نے اپنی تمام بیگمات کو حکم دیا کہ ان کے پاس جتنی خوشبوئیں ہوں وہ سب آپؓ کی خدمت میں پیش کر دے۔ چناں چہ اگلے روز ابرہ نے عود، عنبر و زعفران وغیرہ عطریات آپ کی خدمت میں پیش کر دیے، اور کہا کہ: مجھے تم سے ایک ضرورت ہے، آپؓ نے پوچھا: بتائیے کیا ہے؟ ابرہ نے بتلایا کہ: حضورِ اقدس ﷺ کی خدمت میں میرا اسلام عرض کرنا اور اس بات کی اطلاع دینا کہ میں خداوندِ قدوس کے نازل کردہ دینِ اسلام کی پیرو ہوں اور آپ ﷺ کی رسالت پر ایمان لا چکی ہوں، دیکھیے: اس پیغام کو بھول مت جانا۔ (امہات المؤمنین:۶۰۹)

حضرت اُم حبیبہؓ کے حقِ مہر کے بارے میں اختلاف

تمام مؤرخین نے اُمّ المؤمنین حضرت اُم حبیبہؓ کے مہر کی مقدار چار سو دینار لکھی ہے، مگر اصحابِ تحقیق نے اسے محلِ نظر قرار دیا ہے اور اس کی وجہ یہ ہے کہ امام احمد ابن حنبلؒ اور حافظ ابن عبد البرؒ نے یہ تحریر کیا ہے کہ خیر الوریٰ ﷺ کی ازواجِ مطہرات اور آپ ﷺ کی صاحبزادیوں کا مہر چار سو درہم تھا؛ لہٰذا حضرت اُم حبیبہؓ کے مہر میں چار سو دینار کا تذکرہ شاید کسی راوی کا وہم ہے کہ اس نے درہم کو دینار ذکر کر دیا۔

مگر یہاں اس کا بھی امکان ہے کہ چار سو دینار ہی اصح ہو؛ کیوں کہ مہر کی رقم نہ تو

سرورِ کائنات ﷺ نے متعین فرمائی ہے اور نہ خود ادا فرمائی ہے؛ بلکہ اس کی تعیین بھی شاہِ حبشہ نے کی اور ادا بھی خود انہوں نے ہی کیا۔

مستدرکِ حاکم کی ایک روایت میں چار ہزار دینار کا بھی تذکرہ ہے اور ابوداؤد کی ایک روایت میں چار ہزار درہم کا، اور ابوخیثمہ نے امام زہری سے بعض لوگوں کا رجحان چالیس اوقیہ بھی ذکر کیا ہے۔

فائدہ: سونے کا سکہ "دینار" اور چاندی کا سکہ "درہم" کہلاتا ہے، ایک اوقیہ چالیس درہم کا ہوتا ہے، تو اس حساب سے چالیس اوقیہ کی مقدار سولہ سو درہم ہوئی۔

(امہات المؤمنین: ۶۱۰)

مدینہ کی طرف روانگی

حضرت عمرو بن امیہ الضمریؓ جہاں رسول اللہ ﷺ کی طرف سے شاہِ حبشہ کے نام سیدہ اُمِ حبیبہؓ کے لیے نکاح کا پیغام لے کر آئے تھے، وہیں ان کے آنے کا ایک مقصد یہ بھی تھا کہ وہ بادشاہ کو اس بات پر آمادہ کریں کہ اپنے ملک میں موجود مہاجرین کو مدینۂ منورہ پہنچانے کا مناسب اور تسلی بخش انتظام کردے، چناں چہ بادشاہ نے دو مناسب کشتیوں کا انتظام کیا۔

۶ھ کے اواخر یا ۷ھ کے اوائل میں تقریباً تیرہ یا چودہ سال کی مدتِ مدید کے بعد حضرت جعفرؓ کی قیادت میں سترہ مسلمان مہاجرین کا یہ قافلہ حبشہ سے روانہ ہوا، ویسے تو اُمّ المؤمنین سیدہ اُم حبیبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو اس سفر میں اپنے تمام مسلمان بھائیوں؛ بلکہ روحانی بیٹوں کی معیت حاصل تھی؛ لیکن شاہِ حبشہ نے حضرت شرحبیل بن حسنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو خاص طور پر ان کی دیکھ بھال اور خدمت کے لیے مامور کیا تھا۔ حضرت اُم حبیبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ: جب ہم مدینہ پہنچے اُس وقت آپ ﷺ اور اکثر

صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا خیبر میں تھے، چناں چہ میں مدینہ میں ٹھہر گئی۔

دربارِ رسالت میں شرفِ باریابی

رسول اللہ ﷺ خیبر کی مہم سے فارغ ہو کر مدینۂ منورہ تشریف لائے۔ سیدہ کو اپنی عقیدتوں اور محبتوں کی مرجع شخصیت کی خدمت میں باریابی حاصل ہوئی، گویا اب انہیں دین و دنیا کی سب سے بڑی دولت مل گئی تھی۔ خیبر سے واپسی کے بعد جب حضور انور ﷺ سے ملاقات ہوئی تو پیش آمدہ تمام حالات بیان کر دیے اور ہدایا وغیرہ خدمتِ اقدس میں پیش کیے، نیز شاہ حبشہ کی کنیز ابرہ کا سلام پیش کیا، اور عرض کیا کہ: میری روانگی تک ابرہ کا یہ حال رہا کہ جب بھی آتی تو یہی کہتی کہ: دیکھو! میری درخواست کو بھول مت جانا، تو آپ ﷺ نے مسکراتے ہوئے جواب دیا: علیہا السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ (ازواجِ مطہرات: ۱۳۲/۲-۱۳۴)

حرمِ نبوی کی صورتِ حال

جب سیدہ ام حبیبہؓ حرمِ نبوی میں داخل ہوئیں اُس وقت درج ذیل خوش قسمت خواتین پہلے ہی اس حرمِ مقدس میں بہ حیثیت امہات المؤمنین موجود تھیں:

سیدہ سودہ بنت زمعہؓ، سیدہ عائشہ صدیقہؓ، سیدہ حفصہؓ، سیدہ زینبؓ بنت جحش، سیدہ ام سلمہؓ، سیدہ جویریہؓ بنت حارث، سیدہ صفیہؓ۔

اللہ کے رسول ﷺ کا یہ گھرانہ سادگی کا مثالی نمونہ تھا، ہر بیوی کے لیے علیحدہ مکان یا حجرہ تھا؛ لیکن یہ سب مکان کچے تھے، چھتیں کھجور کی شاخوں اور ٹہنیوں سے تیار کی گئی تھیں، دروازوں پر ٹاٹ کے پردے آویزاں تھے۔ گھر والوں کا اکثر گذارا دودھ، کھجور اور جو کی روٹی پر تھا، فتوحات اور مالِ غنیمت کی آمد کے باوجود فقر وقناعت اور توکل ہی ان کا امتیازی نشان رہا۔

محمد بن عمر کہتے ہیں کہ: رسول اللہ ﷺ نے بہ طور سالانہ گذارے کے امِ حبیبہ کے لیے خیبر کی آمدنی سے اسی وسق کھجوریں اور بیس وسق جَو طے کیے تھے۔

(طبقات ابن سعد مترجم: ۸/۸۳)

سیدہ امِ حبیبہؓ جب اُمّ المؤمنین کے اعزاز سے سرفراز ہوئیں، تو ان کی عمر تقریباً ۳۷/ سال تھی۔ ان کی بیٹی حبیبہ بھی ان کے ساتھ تھیں، جنہیں رسول اللہ ﷺ کے گھر میں تعلیم وتربیت کے زرّیں مواقع حاصل ہوئے۔

سیدہ امِ حبیبہؓ کی دل جوئی وخبر گیری اور ذکرِ حبشہ

سیدہؓ ایک سمجھ دار، بلند ہمت اور سلیقہ شعار خاتون تھیں، رسول اللہ ﷺ نے ان کی دل جوئی اور خبر گیری میں کوئی کسر نہیں اٹھا رکھی تھی، سیدہ خود فرماتی ہیں:

رسول اللہ ﷺ اکثر مجھ سے حبشہ میں پیش آنے والے حالات وواقعات کے متعلق دریافت کیا کرتے تھے، اسی طرح شاہِ حبشہ نجاشی کے رویے اور طرزِ عمل کے بارے میں مختلف سوالات کرتے تھے اور مسلمانوں کے ساتھ اس کے حسنِ سلوک کے واقعات معلوم کر کے بہت خوش ہوتے تھے اور اس کے حق میں خیر وبرکت کی دعا فرماتے تھے۔ (ازواجِ مطہرات: ۲/۱۳۴-۱۳۵)

حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ: ایک مرتبہ حضرت امِ حبیبہؓ اور حضرت امِ سلمہؓ نے ہم سے حبشہ کے گرجا گھروں اور ان میں بنے مجسموں اور تصویروں کا ذکر کیا جوانہوں نے حبشہ میں دیکھے تھے، پھر ہم نے اس کا آپ ﷺ کے سامنے ذکر کیا تو آپ ﷺ نے فرمایا: ان میں جب کوئی نیک آدمی مرجاتا ہے تو ان کی قبر کو سجدہ گاہ بنا لیتے ہیں اور اس کی تصویر اور مجسمہ بنا کر وہاں نصب کر دیتے ہیں، کل قیامت کے دن خداوند قدوس کی نگاہ میں ایسا کرنے والے بدترین خلائق ہوں گے۔ (سیرت امِ حبیبہ: ۶۷)

صحیح مسلم کی ایک روایت پر تنقید

صحیح مسلم میں ہے کہ لوگ ابوسفیان کو نظر اٹھا کر دیکھنا اور ان کے پاس بیٹھنا ناپسند کرتے تھے، اسی بنا پر انہوں نے آنحضرت ﷺ سے تین چیزوں کی درخواست کی جن میں سے ایک یہ بھی تھی کہ ام حبیبہؓ سے شادی کر لیجیے، آں حضرت ﷺ نے ان کی درخواست منظور فرمائی۔ اس روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ ابوسفیان کے مسلمان ہونے کے وقت حضرت ام حبیبہؓ ازواج مطہرات میں داخل نہیں ہوئی تھیں۔

لیکن یہ راوی کا وہم ہے، چناں چہ ابن سعد، ابن حزم، ابن جوزی، ابن اثیر، بیہقی اور عبدالعظیم منذری نے اس کے خلاف روایتیں نقل کی ہیں اور ابن سعد کے سوا سب نے اس روایت کی تردید کی ہے۔ (سیر الصحابیاتؓ: ۸۳)

حضرت ام حبیبہؓ کے نکاح کی اطلاع اور ابوسفیان کا تبصرہ

جب اس نکاح کی اطلاع حضرت ابوسفیان کو پہنچی جو اس وقت تک نہ صرف یہ کہ مسلمان نہیں ہوئے تھے؛ بلکہ دشمنانِ اسلام کے لیڈر اور سپہ سالار بنے ہوئے تھے اور کفارِ مکہ ان ہی کی زیرِ قیادت مسلمانوں سے نبرد آزما تھے۔ ابوسفیان چاہتے تھے کہ اسلام اور پیغمبرِ اسلام کا نام تک مٹا دیں؛ مگر اب جب کہ بیٹی خود دشمن کے گھر کی زینت و رونق قرار پائی تو دل پر کیسے سانپ لوٹنے ہوں گے! تاریخ بتاتی ہے کہ ابوسفیان نکاح کی خبر سن کر بے ساختہ یہ پکار اٹھے: "محمد جواں مرد ہیں، ان کی ناک نہیں کاٹی جاسکتی۔ یعنی اِدھر تو ہم ان سے لڑ رہے ہیں اور اُدھر ہماری لڑکی ان کے نکاح میں چلی گئی"۔ یہ بات کہنا گویا اپنی ہار تسلیم کر لینا ہے، یہ گویا پہلی ضرب تھی جو ابوسفیان کے کفر و شرک پر پڑی اور رفتہ رفتہ ہوتے ہوتے کفر و شرک کی نجاست دھل دھلا کر فتح مکہ کے موقع سے آئینۂ دل اسلام کے آفتابِ عالمتاب سے جگمگانے لگا۔ (ازواجِ مطہرات خدمات و حیات ۱۷۷)

نکاح کے اسباب

نکاح کا پہلا سبب یہ تھا کہ ان کا پہلا خاوند مرتد ہوگیا، وہ تنہا رہ گئیں، ان کے عقیدے اور دین کی حفاظت ضروری تھی کہ کہیں وہ مجبور ہوکر مکۂ معظمہ کی طرف واپس نہ چلی جائے اور وہاں ان کا خاندان انہیں اسلام سے منحرف ہونے پر مجبور نہ کرے: کیوں کہ وہ اپنے والدین کی رضا کے خلاف اسلام قبول کرچکی تھیں، شادی کرکے انہیں تحفظ فراہم کیا گیا۔

شادی کا دوسرا سبب یہ تھا کہ بنو ہاشم اور بنو امیہ کے درمیان دیرینہ عداوت پائی جاتی تھی، اس شادی سے وہ عداوت جاتی رہی اور نبی کریم ﷺ نے جن مقاصد کو حاصل کرنے کا ارادہ کیا تھا وہ آپ کو حاصل ہوگئے۔ (رسول اللہ ﷺ کی پاکباز بیویاں: ۴۲۶)

آپؓ کا اپنے والد اور بھائی کے اسلام کی تمنا کرنا

ام المؤمنین حضرت ام حبیبہؓ کی دلی تمنا تھی کہ کاش! میرے باپ اور بھائی دائرۂ اسلام میں داخل ہوکر نعمتوں بھری جنت کے مستحق بن سکیں، اور ہمیشہ ڈرتی تھیں کہ کہیں یہ بھی ابوجہل، ولید بن مغیرہ، عاص بن وائل، عتبہ بن ربیعہ، اور شیبہ بن ربیعہ کی طرح حالتِ کفر ہی میں دنیائے فانی سے کوچ نہ کر جائیں۔

ایک دن سیدہ ام حبیبہؓ نے اس طرح دعا کی: اے اللہ! مجھے، میرے شوہر نبی ﷺ، میرے والد ابوسفیان، میرے بھائی سے فائدہ اٹھانے کا موقع دے۔ رسول اللہ ﷺ نے سنا تو فرمایا: تم نے اللہ تعالیٰ سے ایسی باتوں کا سوال کیا جن کی میعاد مقرر ہیں، قدم تک لکھے ہوئے ہیں، روزیاں مقسوم ہوچکی ہیں، ان میں سے اللہ تعالیٰ کسی چیز کو مقدم یا مؤخر نہیں کرے گا، اگر تم اللہ سے یہ مانگتی کہ اے اللہ! مجھے جہنم اور قبر کے عذاب سے عافیت دے تو بہتر ہوتا۔ (ازواجِ مطہرات، حیات وخدمات: ۱۶۸)

جب فتحِ مکہ کے موقع پر ابوسفیانؓ اور امیر معاویہؓ نے اسلام قبول کرلیا تو حضرت ام حبیبہؓ بہت خوش ہوئیں۔ قرآن مجید کی آیت کریمہ:

﴿عسی الله أن یجعل بینکم وبین الذین عادیتم منهم مودة، والله قدیر، والله غفور رحیم﴾ (سورۃ ممتحنہ ۷) ترجمہ: امید ہے کہ اللہ تمہارے اور ان کے درمیان جن سے تمہیں عداوت ہے محبت پیدا کردے اور اللہ قدرت والا ہے اور اللہ بہت زیادہ بخشنے والا نہایت رحم والا ہے۔ (ضوء البیان)

کے متعلق حضرت عبداللہ بن عباسؓ بیان فرماتے ہیں کہ: یہ آیت ام حبیبہ بنتِ ابوسفیان کی رسول اقدس ﷺ کے ساتھ شادی کے موقع پر نازل ہوئی؛ کیوں کہ اس مبارک شادی کی وجہ سے ابوسفیان، امیرِ معاویہ، یزید بن ابی سفیان رسول اللہ کے حلقۂ عقیدت میں شامل ہوگئے۔

مدینہ میں حضرت ابوسفیانؓ کی آمد اور آپؓ کا ان سے رویہ

صلح حدیبیہ کے بعد مشرکینِ مکہ نے صلح کی خلاف ورزی کی، قبیلۂ خزاعہ کے مقابلہ میں بنوبکر کا ساتھ دے کر معاہدۂ صلح کو توڑ دیا؛ مگر پھر جلد ہی ہوش آ گیا کہ ہم نے حماقت کی ہے تجدیدِ صلح کے متعلق گفتگو کرنے کے لیے اُمّ المؤمنین سیدہ ام حبیبہؓ کے والد حضرت ابوسفیانؓ (جو اس وقت کافر تھے) مدینۂ منورہ حاضر ہوئے اور بیٹی سے ملاقات کے لیے ان کے مکان پر گئے۔

یاد رہے کہ باپ بیٹی کی یہ ملاقات تقریباً پندرہ سال بعد ہو رہی تھی، خونی رشتے کی قرابت کی وجہ سے اس ملاقات میں جذبات کی شدت کا پیدا ہوجانا فطری امر تھا؛ مگر اس طوفانی کیفیت میں بھی بیٹی نے خونی رشتے کے جذبات کو اپنے ایمانی اور دینی احساسات پر غالب نہ ہونے دیا۔

چناں چہ تاریخ نے نوٹ کیا کہ جب باپ حضور ﷺ کے بستر پر بیٹھنے لگا تو بیٹی نے بستر لپیٹ دیا، اس پر ابوسفیان بڑے خفا ہوئے، پوچھا: بیٹی! بستر میرے لائق نہیں ہے یا میں بستر کے لائق نہیں ہوں! بیٹی کی جانب سے صاف اور دوٹوک جواب ملا کہ یہ رسول اللہ ﷺ کا بستر ہے اور آپ کفر وشرک کی گندگی سے آلودہ ہیں، سب سے مقدس ومطہر ہستی کے بستر پر میں کفر وشرک کی گندگی میں ملوث شخص کو بیٹھنے دوں یہ میرے لیے ممکن نہیں ہے، آپ میرے والد ضرور ہیں مگر حضور ﷺ کے حق میں کسی بے ادبی کو برداشت کرلوں، یہ ہرگز نہیں ہوسکتا، آپ ﷺ کی رضا کے مقابلہ میں مجھے کسی کی ناراضگی کی کوئی پروانہیں ہے۔ اس پر ابوسفیان آگ بگولہ ہوگئے اور کہنے لگے کہ: تم میرے پیچھے بڑی خرابیوں میں مبتلا ہوگئی ہو؛ مگر حضرت امِ حبیبہؓ نے اس خفگی کی طرف ذرہ برابر بھی توجہ نہیں کی اور اپنے موقف پر قائم رہیں۔ (امہات المؤمنین: ۲۱۴)

اطاعت اور اتباعِ سنت

ام المؤمنین حضرت ام حبیبہؓ نے حضور ﷺ کے ایک ایک قول وعمل کو حرزِ جاں بنائے رکھا تھا، جس طرح خود حضور ﷺ کے ارشاداتِ عالیہ پر عمل کرتی تھیں، اسی طرح دوسروں کو بھی اس کی تاکید کرتی تھیں۔

ایک مرتبہ کا واقعہ ہے کہ ان کے بھانجے حضرت ابوسفیان بن سعید بن مغیرہ حاضر خدمت ہوئے تو آپ نے ان کے سامنے ستّو رکھا، وہ ستّو کھا کر فارغ ہوئے تو انہوں نے پانی منگوا کر کلی کی، آپؓ نے ان سے کہا کہ: کیا اچھا ہوتا کہ تم وضو کر لیتے! کیوں کہ سرورِ دو عالم ﷺ نے فرمایا ہے کہ: آگ پر پکی ہوئی چیز کھانے کے بعد وضو کیا کرو۔

فائدہ: احناف کے نزدیک یہ حکم پہلے تھا؛ لیکن بعد میں منسوخ ہوگیا، چناں چہ متعدد احادیث میں مذکور ہے کہ حضور ﷺ نے آگ پر پکی ہوئی چیز کھائی، پھر نماز کے لیے

کھڑے ہوگئے اور دوبارہ وضو نہیں کیا۔ (امہات المؤمنین: ۶۱۶)

تین دن سے زیادہ سوگ نہ منانا

ام المؤمنین ام حبیبہؓ کے والد ابوسفیان کے انتقال کے تین دن کے بعد آپؓ نے خوشبو منگوائی اور اسے لگا کر فرمایا کہ: مجھے خوشبو کی ضرورت نہیں تھی، اس کے باوجود میں نے اسے استعمال کیا؛ اس لیے کہ حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ نے فرمایا ہے کہ: کسی ایسی عورت کے لیے جائز نہیں جو اللہ اور آخرت پر ایمان رکھتی ہو کہ وہ اپنے خاوند کے علاوہ کسی کا تین دن سے زیادہ سوگ منائے، خاوند کا سوگ چار ماہ دس دن ہے۔ (امہات المؤمنین: ۶۱۸)

بارہ نفل پڑھنے پر دوام

ایک مرتبہ خیر الوریٰ ﷺ نے فرمایا کہ: جو شخص دن رات میں فرض نماز کے علاوہ بارہ رکعت پڑھے گا تو اس کے لیے جنت میں ایک گھر بنا دیا جائے گا۔ حضرت ام حبیبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ: اس ارشادِ گرامی کے سننے کے بعد سے میں نے اس پر نہایت پابندی سے عمل کیا۔ اسی اہتمام اور پابندی کا نتیجہ تھا کہ آپ سے اس روایت کو اخذ کرنے والے تمام شاگردان بھی اس پر خوب عمل پیرا رہے، اور آپ کے بھائی عتبہ اور عتبہ کے شاگرد عمرو بن اوریس اور عمرو کے شاگرد نعمان بن سالم سب اپنے اپنے زمانہ میں برابر نمازیں پڑھتے رہے۔ (امہات المؤمنین: ۶۱۷، سیر الصحابیات: ۸۶)

سادہ مزاجی

ام المؤمنین حضرت ام حبیبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فطرتاً نیک اور نہایت سادہ مزاج تھیں؛ سادگی اور بھولے پن کا یہ عالم تھا کہ باب نکاح میں اپنی بہن کو بھی وہی مقام دلانا چاہا جو خود انہیں حاصل تھا، حالاں کہ اس باب میں کوئی عورت کسی کو بھی گوارا کرنے کے لیے تیار نہیں ہوا کرتی۔ چناں چہ انہوں نے حضور انور ﷺ سے عرض کیا: اے اللہ

کے رسول! آپ میری بہن کو اپنے نکاح میں لے لیجیے، آپ ﷺ نے دریافت کیا: کیا تم اسے پسند کرتی ہو؟ کہنے لگی کہ: تنہا میں ہی آپ کی بیوی تو ہوں نہیں، میں چاہتی ہوں کہ آپ کے نکاح کی سعادت میں میرے ساتھ میری بہن بھی شریک ہو جائے، اس پر آپ ﷺ نے فرمایا کہ: ایسا کرنا میرے لیے حلال نہیں ہے۔ (امہات المؤمنین ۲۱۹)

حضرت امِ حبیبہؓ کی شجاعت و دلیری

حضرت عثمان بن عفانؓ کے دورِ خلافت میں جب بلوائیوں نے ان کے گھر کا محاصرہ کرلیا تو وہ اپنے گھر میں قید ہوکر رہ گئے، ان کے پاس ضرورت کی کوئی شئ نہیں پہنچ سکتی تھی، اپنے ماموں زاد بھائی حضرت عثمانؓ کی یہ حالت دیکھ کر اُمّ المؤمنین حضرت امِ حبیبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا تڑپ اٹھیں۔

ایک دن اُمّ المؤمنینؓ پانی کا ایک مشکیزہ اور کچھ کھانا لے کر اپنے گھر سے نکلی اور خچر پر سوار ہوکر حضرت عثمانؓ کے گھر کی طرف چل دی، آپؓ نے کھانے پینے کا سامان چھپا کر رکھا تھا: تا کہ بلوائی اسے دیکھ کر چھین نہ لے، مگر فسادیوں نے ان کو روکا اور خچر کے منہ پر طمانچہ مارا۔ سیدہ امِ حبیبہؓ نے فرمایا: مجھے عثمان تک پہنچنے دو، میں ان کے پاس بنو امیہ کی امانت کے طور پر رکھے ہوئے اموال کے بارے میں گفتگو کرنے آئی ہوں؛ تا کہ یتیموں اور بیواؤں کا مال یونہی برباد نہ ہو جائے، ان میں سے کسی نے کہا: یہ جھوٹ بول رہی ہے۔ اسی دوران کسی نے ان کے خچر کی رسی کاٹ ڈالی جس کی وجہ سے آپ گرتے گرتے بچیں۔ اس پر اُمّ المؤمنین رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو بہت رنج وغم ہوا، اس کے بعد کچھ لوگوں نے آپ کو گھر تک پہنچا دیا۔ (ازواجِ مطہرات: ۲/ ۱۳۸-۱۳۹)

قاتلِ عثمان کے لیے بددعا

حضرت امِ حبیبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو جب یہ خبر ملی کہ حضرت عثمان بن عفانؓ کو ان

کے گھر میں محاصرہ کے بعد شہید کر دیا گیا ہے تو دلی افسوس کا اظہار کرتے ہوئے کہا: عثمان کے قاتل کا ہاتھ کٹ جائے، وہ سرِ عام رسوا ہو۔ اللہ تعالیٰ نے ان کی زبان سے نکلے ہوئے کلمات کی لاج رکھ لی، کسی شخص نے قاتل کے مکان میں گھس کر تلوار سے اس پر حملہ کیا، اس نے اپنے بچاؤ کے لیے اپنا دایاں ہاتھ آگے کیا جو کٹ کر نیچے گر گیا، اس نے اپنی چادر کو دانتوں سے سہارا دیا اور گھر سے نکل کر باہر دوڑ پڑا، دوڑتے ہوئے وہ چادر سنبھال نہ سکا جس کے باعث برسرِ عام وہ برہنہ ہو گیا۔ (صحابیات مبشرات ۱۸۵)

جنّت کی بشارت

ابو القاسم ابن عساکر حضرت حسنؓ کے حوالے سے بیان کرتے ہیں کہ: ایک روز امیر معاویہ نبی اقدس ﷺ کے پاس آئے، آپ کے پاس ان کی بہن ام حبیبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا بیٹھی ہوئی تھیں، امیر معاویہؓ واپس پلٹے تو رسول اللہ ﷺ نے آواز دی: معاویہ! آؤ اور ہمارے ساتھ بیٹھو۔ وہ واپس آئے اور آپ کے پاس بیٹھ گئے۔

رسول اقدس ﷺ نے ارشاد فرمایا: میری دلی تمنا ہے کہ جنّت میں تم، ام حبیبہ اور میں اکٹھے جامِ طہور نوش کریں۔ اس فرمان میں حضرت ام حبیبہؓ کے لیے جنّت کی بشارت کا تذکرہ ہے۔

نیز اسی طرح ایک دوسرے موقع پر آپ نے عمومی بیان دیتے ہوئے ارشاد فرمایا: اللہ تعالیٰ نے مجھے جنّتی خاتون سے شادی کرنے کا حکم دیا ہے۔ اس فرمان سے بھی ثابت ہوا کہ اُمّ المومنین حضرت ام حبیبہؓ بنت ابی سفیانؓ سمیت تمام ازواجِ مطہرات کے جنّتی ہونے کی بشارت دنیا میں ہی دے دی گئی تھی۔ (صحابیات مبشرات ۱۸۳)

اپنے بھائی کے دورِ حکومت میں دمشق میں قیام

آپ اپنے بھائی حضرت امیر معاویہؓ کے دورِ امارت میں دمشق تشریف لے گئیں

اور وہاں کچھ عرصہ رہ کر واپس مدینۂ منورہ تشریف لے آئیں۔

روایتِ حدیث اور شاگردان

حضرت امِ حبیبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا علم میں بھی اونچا مقام رکھتی تھیں، چناں چہ آپ سے ۶۵ روایتیں منقول ہیں۔

آپ کے تلامذہ کی ایک بڑی جماعت ہے جس میں سے خاص تلامذہ کے نام یہ ہیں: حضرت حبیبہؓ یہ آپ کی بیٹی ہیں، حضرت معاویہؓ و حضرت عتبہؓ یہ دونوں آپ کے بھائی ہیں، عبداللہ بن عتبہ بن ابی سفیان، ابوسفیان بن سعید بن مغیرہ، سالم بن سوال (سالم بن سوار، اس طرح کا نام بھی ملتا ہے)۔ ابوالجراح (بعض حضرات نے ابن الجراح لکھا ہے)۔ صفیہ بنت شیبہ، زینب بنت ام سلمہؓ، عروہ بن زبیرؓ، ابوصالح السمان (بعض مؤرخین نے ''سمان'' کی بجائے ''ثمان'' لکھا ہے)۔ آپ کی بہن عقیلہ بنتِ ابی سفیان کا نام بھی ملتا ہے۔ (سیرت ام حبیبہؓ: ۸۸، امہات المؤمنین: ۲۳۵)

روایتِ حدیث کے معاملہ میں تیسرا نمبر

ام المؤمنین ام حبیبہ بنتِ ابی سفیان رضی اللہ تعالیٰ عنہ علم وفضل اور فصاحت وبلاغت کے اعتبار سے اعلیٰ درجہ پر فائز تھیں، جیسا کہ اوپر گذرا کہ آپ سے کل ۶۵/ روایتیں منقول ہیں، اس اعتبار سے آپ امہات المؤمنین میں علمِ حدیث کے حوالے سے تیسرے درجہ پر فائز ہیں؛ کیوں کہ پہلا درجہ اُم المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہؓ کا ہے اور دوسرا درجہ اُم المؤمنین ام سلمہؓ کا ہے۔ (صحابیات مبشرات ۱۸۳)

آپؓ کی مرویات کے چند نمونے

آپؓ نے حضور ﷺ سے کئی احادیث کو روایت کیا ہے، چناں چہ مسند ابویعلیٰ میں ابوالجراح قرشی کے حوالے سے ام حبیبہؓ کی روایت منقول ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا:

اگر میری امت پر یہ دشوار نہ ہوتا تو میں ہر نماز کے وقت مسواک کرنے کا حکم دیتا جیسا کہ وہ ہر نماز کے لیے وضو کرتے ہیں۔ اسی طرح یہ روایت بھی منقول ہے کہ حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا: جس نے ظہر کی نماز سے پہلے چار رکعت اور بعد میں چار رکعت نوافل ادا کیے اللہ تعالیٰ اسے جہنم پر حرام قرار دے دیتا ہے۔ (صحابیات مبشرات: ۱۸۵)

فکرِ آخرت

وفات کے قریب آپؓ نے اپنی دونوں سوکنوں - حضرت عائشہؓ اور حضرت ام سلمہؓ - کو بلایا اور کہا کہ: ہم آپس میں سوکنیں تھیں، اور ہمارے درمیان بھی تنازع ہو جاتا تھا؛ اس لیے تم مجھے معاف کر دو، حضرت عائشہؓ نے کہا کہ: ہم نے تمہیں معاف کر دیا اور ان کے لیے مغفرت کی دعا کی، اس پر آپؓ نے کہا کہ: جس طرح تم نے مجھے خوش کیا خدا تمہیں خوش کرے۔ حضرت ام سلمہؓ نے بھی جواب میں اسی قسم کی عفو و درگذر والی بات کی۔ (امہات المؤمنین: ۲۶۰، خواتین اسلام کی دینی و علمی خدمات: ۱۵۶)

اس واقعہ کو نقل کرنے کے بعد حضرت مولانا انور صاحب احمد اعظمی مدت فیوضہم رقم طراز ہیں: یہ وہ مقدس خواتین ہیں جن کے متعلق آپ ﷺ نے اپنی زبانِ فیض ترجمان سے ان کے جنتی ہونے کی بشارت دی ہے، ان کے فضائل و مناقب بیان فرمائے ہیں، ان کی عظمت و توقیر کا اظہار فرمایا ہے؛ مگر ان تمام باتوں کے باوجود انہیں آخرت کے حساب و کتاب کا فکر دامن گیر ہے اور اس بات کا پورا پورا خیال ہے کہ آپس میں پیش آنے والا کوئی معاملہ ایسا باقی نہ رہ جائے جس کا حساب و کتاب آخرت میں چکانا پڑے، کیا ان مقدس ماؤں کا اسوہ اپنے اندر ہمارے لیے کوئی نمونہ رکھتا ہے؟ اور کیا ہمیں بھی معاملات کے سلسلہ میں اسی طرح آخرت کے حساب و کتاب کی فکر دامن گیر رہتی ہے؟ (امہات المؤمنین: ۲۶۳)

وفات

ام المؤمنین حضرت ام حبیبہؓ کا انتقال ۴۴ھ میں ان کے بھائی امیر معاویہؓ کے دورِ امارت میں ہوا، اس وقت آپؓ کی عمر مبارک ۷۳ یا ۷۴ برس تھی۔ (امہات المؤمنین ۲۳۳)

تجہیز و تکفین اور نمازِ جنازہ

ام المؤمنین حضرت ام حبیبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو غسل کن عورتوں نے دیا؟ ایسے ہی تجہیز و تکفین میں کن کی شرکت رہی؟ قبر میں کون لوگ اترے؟ اور نمازِ جنازہ کس نے پڑھائی؟ کتابوں میں اس کی کوئی تفصیل مذکور نہیں ہے، نمازِ جنازہ کے بارے میں اغلب یہی ہے کہ مروان بن حکم نے پڑھائی ہوگی؛ کیوں کہ وہی اُس وقت مدینۂ منورہ کے حاکم تھے۔

تدفین

بعض حضرات نے آپ کا انتقال دمشق میں لکھا ہے؛ مگر صحیح یہی ہے کہ آپ کا انتقال مدینہ میں ہوا اور آپ کی قبر مبارک بھی مدینۂ منورہ میں ہے؛ مگر مدینہ کے مشہور قبرستان جنت البقیع میں ہونے کی کوئی روایت نہیں مل سکی۔

حضرت زین العابدین سے روایت ہے کہ ایک مرتبہ میں اپنے مکان میں گیا جو سیدنا حضرت علیؓ کی حویلی میں واقع تھا، میں نے کسی ضرورت کی وجہ سے اس کے ایک گوشے کو کھدوایا تو اس میں سے ایک پتھر نکلا جس پر لکھا ہوا تھا: "هذا قبر رملة بنت صخر" (یہ رملہ بنتِ صخر کی قبر ہے) تو اس پتھر کو وہیں رکھ کر اس پر مٹی ڈال دی۔ اس واقعہ سے پتہ چلتا ہے کہ آپؓ کی قبر حضرت علیؓ کی حویلی میں واقع کسی مکان میں ہے۔ (امہات المؤمنین ۲۳۴)

حلیہ مبارکہ

جس طرح آپؓ خوب سیرت تھیں اسی طرح خوبصورت بھی تھیں، خود آپ کے والد حضرت ابوسفیان کی زبانی منقول ہے: "عندي أحسن العرب وأجمله أم حبيبة بنت أبي سفيان" میرے نزدیک عرب کی حسین وجمیل ترین عورت امِ حبیبہ بنت ابی سفیان ہے۔ (امہات المؤمنین: ۲۳۴)

اولاد

پہلے شوہر سے ایک لڑکی پیدا ہوئی جس کا نام "حبیبہ" رکھا گیا، اُم المؤمنین اسی حبیبہ کو لے کر حضور ﷺ کے گھر آئی تھیں، حبیبہ نے آپ ﷺ کی صحبت پائی، بلوغت کے بعد یہ قبیلہ ثقیف کے رئیس داؤد بن عروہ بن مسعود ثقفی کے ساتھ بیاہی گئیں۔

(امہات المؤمنین: ۲۳۵، سیر الصحابیات ۸۳)

ایک بیٹے عبداللہ کا تذکرہ بھی بعض کتابوں میں مذکور ہے۔ (سیر الصحابیات ۸۳)

یہ تھیں حضرت امِ حبیبہؓ کی حیاتِ مبارکہ کی چند جھلکیاں، اگر آج کا مسلمان ان ہی جھلکیوں کو عملی جامہ پہنادیں تو یہی جھلکیاں اسے منزل تک پہنچانے کے لیے کافی وشافی ہیں۔ یہ جھلکیاں نہیں، ستارے ہیں: یہ نقوش نہیں، منزل کے نشان ہیں؛ اس پر چلتے رہنے سے مؤمن سیدھا اپنے حقیقی گھر تک پہنچنے میں کامیاب ہوسکتا ہے۔ کاش! یہ بات چودہویں صدی کی امتِ مسلمہ کو سمجھ میں آجائے۔

✿✿